

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

مدرس جامعہ ابو حریہ

امت مسلمہ کیلئے مغرب سے واقفیت ضروری ہے

اتھنز (Athens) کے میلے میں ایک مصور کا شاہکار نصب کیا گیا اور لوگوں کی رائے مانگی گئی، مصور نے انگوروں کا ایک خوشہ بنایا جسے انسانی ہاتھ نے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا انگور اصل سے اس قدر مماثل تھے کہ پرندے ان انگوروں پر چونچ مارنے کیلئے بار بار آرہے تھے۔ یونان میں اس شاہکار کے چرچے ہو گئے ہر ایک مدح سرا تھا دوسرے دن ایک شخص نے اس شاہکار کو باطل قرار دیا اس کا کہنا تھا کہ اس تصویر میں بہت بڑا عیب ہے ہاتھ نقلی ہے پرندوں نے نقلی ہاتھ کو پہچان لیا اگر یہ اصلی ہوتا تو پرندے کبھی انگور پر چونچ مارنے کی جرأت نہ کرتے جو مصور اصلی انگور بنا سکتا تھا وہ اصلی ہاتھ کیوں نہ بنا سکا یہ اسکے فن کا نقص ہے۔ اس تنقید نے یونان کو ہلا کر رکھ دیا کئی روز تک اس نقد کے چرچے رہے دو مہینے بعد ایک نقاد نے اس تنقید کا جائزہ پیش کیا۔ اس کا خیال تھا کہ مصور نے تضادات کے ذریعے کمال فن کا مظاہرہ کیا ہے نقلی ہاتھ اس مہارت سے بنایا کہ پرندے اس ہاتھ کی حقیقت سے واقف ہو گئے حالانکہ انسانی آنکھ بھی بظاہر اس ہاتھ کو اصل سمجھ رہی ہے اگر پرندوں کیلئے اصلی ہاتھ کے مماثل ہاتھ بنایا جاتا تو لوگ انگوروں پر چونچیں مارنے کیلئے حسین منظر سے محروم ہوتے اور یہ شاہکار لوگوں کی توجہ کا مرکز ہی نہ بنتا اور نقلی انگور اس کمال سے بنائے کہ پرندوں نے اس پر نقلی ہونے کے باوجود اصل کا گمان کیا حالانکہ یہی پرندے نقلی ہاتھ کو پہچان گئے تھے جبکہ انسانوں نے ہاتھ بھی اصل کے مماثل جانا، مصور نے اس فن پارے کے ذریعے یہ بھی بتایا کہ پرندوں کی حسی صلاحیتیں انسانوں سے بہت بہتر ہوتی ہیں۔ تضادات کے ذریعے مصوری کمال فن ہے۔ اس تنقید نے یونان میں زلزلہ پیدا کر دیا اگلے کئی ماہ اس نقد کا غلطہ برپا رہا۔ غرض اس تصویر پر کئی محققین نے اعتراضات کئے لیکن سوال یہ ہے کہ منشاء تصویر کون بتا یگا؟ مصور یا نقاد؟ منشاء کلام کون بتا یگا حکم یا کوئی اور یا اس کا نامزد فرد؟ ایک ہی حقیقت کی ایک ہزار تشریحات ہو سکتی ہیں لیکن کون سی تشریح حقیقت ہے؟ اس کا تعین، فیصلہ کیسے ہوگا؟ کلام اللہ اور کلام رسول ﷺ کی تشریح و توضیح تو جہد و تفسیر اللہ تعالیٰ کے نامزد رسول، ائمہ محبت یافتہ اصحاب اور دین کی روح سے آشنا صلحائے امت کر چکے یا کوئی بھی ایرا غیر ایہ کام کر یگا؟ فقہائے عابدین اس کی تشریح کر چکے اور تشریح بہر حال انسان کر چکے تو خطا کا امکان رہے گا لہذا اس امکان کا ازالہ اسلامی ملیت، منہاج، تہذیب و تاریخ میں اجماع سے کیا گیا ہے کیونکہ تشریح میں عقل انسانی استعمال ہوگی افراد کی عقل انفرادی

سطح پر غلطی کر سکتی ہے لیکن امت کے فقہائے عابدین کی اکثریت اجتماعی غلطی نہیں کر سکتی اسلئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ امت کا اجماع کسی غلط بات پر نہیں ہو سکتا۔ اسلئے رسالت مآب ﷺ نے کسی غلطی سے بچنے کیلئے ہدایت فرمائی کہ فقہائے عابدین سے مشورہ کرو، روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ ”ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جسکے متعلق کوئی صریح حکم یا ممانعت قرآن و سنت میں موجود نہ ہو تو میرے لئے کیا حکم ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سلسلے میں عبادت گزار فقہاء سے مشورہ کرو خود اس میں کوئی خاص رائے قائم نہ کرو (مجمع الزوائد، ۱۷/۱۷۸)

اس امت میں جب بھی لوگوں نے رسالت مآب ﷺ کے اس حکم سے انحراف کیا ٹھوکر کھائی، اسلامی سائنس، اسلامی بینکاری، اسلامی معاشیات، اسلامی جمہوری سیاست اور نکاح المیسار یعنی حصہ کے ذریعے اسلامی معاشرت اسکی زندہ مثالیں ہیں۔ بالکل اسی طرح مغرب سے آنے والی اصطلاحات اور نظریات کا اصل مطالب مغرب کے فلسفی، ان کے دانشور اور ان اصطلاحات کے موجد و مصنف بتائیں گے اسکے بجائے ان مغربی اصطلاحات کا ترجمہ کر کے اگلیا سلام کاری کر لینا ایک غیر علمی رویہ ہے مثلاً مغرب میں فریڈم ٹینک، فنانس، انکناکس، مساوات Tolerance Democracy پر ڈگریس، ڈیولپمنٹ، فریڈم آف ایکسپریشن وغیرہ کا مطلب وہ قطعی نہیں ہے جو ہمارے بعض مذہبی سکالر اردو ترجمہ کر کے بیان کرتے ہیں لہذا مغربی اصطلاحات کا اصل مفہوم سمجھنے کیلئے ہمیں مغرب کے بڑے فلسفیوں کا مطالعہ کرنا ہوگا ورنہ ہم بدترین علمی خیالات کے مسلسل مرتکب ہوتے رہیں گے۔ بعض حضرات کا اصل مسئلہ یہی ہے کہ یہ حضرات جدید مغربی فلسفے کے ذیلی علوم جدید سائنس اور سوشل سائنس اور کافرانہ علم کے نئے وریتچے سے ناواقف ہیں لہذا مغربی اصطلاحات اور نظریات کے نامکمل، غیر علمی اور غیر مصدقہ ترجمے کر کے ان کو خواہ مخواہ اسلامی سمجھنے لگتے ہیں ویسے بھی اصطلاحات کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں ممکن نہیں خصوصاً وہ اصطلاحات جو خاص تاریخ، تہذیب، ثقافت اور مابعد الطبیعیات سے نکلے ہوں جیسے ”عدت“ کا ترجمہ ناممکن ہے لیکن ایک ان پڑھ مسلمان بھی اس اصطلاح کے تمام مفاہیم ایک لمحے میں جان سکتا ہے کہ اس اصطلاح کیلئے جو علم درکار ہے وہ اسکی عملی زندگی کا تجربہ ہے یہ تجربہ وہ اپنی تاریخ و تہذیب میں زندہ تجربے کے طور پر برتا رہا ہے لہذا علم کے بغیر وہ عامل کامل ہوتا ہے۔ ابھی تک بعض کے خیال میں سرمایہ داری میں ذاتی ملکیت ہوتی ہے حالانکہ سرمایہ داری اور اشتراکیت میں جو خود سرمایہ داری کی بدترین شکل ہے ذاتی ملکیت تو باقی ہی نہیں رہتی۔ سرمایہ داری میں ایک شخص قانون الماک کی ذمہ داری سنبھال لیتا ہے حصص یافتگان ہوتے ہیں سرمایہ ان کا غلام نہیں ہوتا بلکہ یہ سرمایے کے غلام ہوتے ہیں جبکہ اشتراکیت میں سرمایہ ریاست کی ملکیت ہوتا ہے لہذا سرمایہ داری اور اسکی دوسری شکل سوشلزم و کمیونزم میں بھی نجی ملکیت باقی ہی نہیں رہتی۔ بڑی بڑی کمپنیوں کے ادغام (Merger) اس کا ثبوت ہیں جدید اصطلاحات مغربی کو سمجھنے کیلئے فی الحال

Development Dictionary کا مطالعہ کیا جائے۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ مومن اپنے زمانے سے واقف ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ وہ شخص دین کی کڑیاں بکھیر دے گا جو جاہلیت کی حقیقت سے ناواقف ہو۔ اس لئے جدید دنیا میں جدید مغربی فلسفے اور جدید سائنس اور سوشل سائنس سے واقفیت کے بغیر ان کا فرانہ علوم کی اسلام کاری کی تحریک زور شور سے چل رہی ہیں۔ اس تحریک کے چلانے والے مغرب کے علوم، فنون، فلسفہ سے سرسری طور پر آگاہ نہیں۔ مغرب کے فہم سے محروم یہ مفکرین تاریخ بلوچستان کے اہم کردار عید کی طرح کا کردار ادا کر رہے ہیں یہ عید کون تھا ”تاریخ بلوچستان“ میں کچھ اس طرح درج ہے ”جب ان سرحدی بلوچوں کی حریت پسندی خطرناک حد تک تمام علاقے میں پھیل گئی تو فروری ۱۹۱۶ء میں انگریزوں نے جنرل ڈائر بھیجا تا کہ سرحدی بلوچوں کو کچل دے یہ جنرل ڈائر وہی ظالم ہے جس نے بعد ازاں جلیاوالہ باغ میں ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کا قتل عام کرایا، ڈائر نے ”کچو“ کے مقام پر پہنچ کر بلوچ سرداروں سے ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے اس مطالبے کو پائے استحقاق سے ٹھکرایا۔ ڈائر ایک تجربہ کار اور مکار انگریز جنرل کی حیثیت سے بخوبی اندازہ لگا چکا تھا کہ اس کو ہستان جس کی چپہ چپہ زمین سے دشمن واقف ہے براہ راست مقابلے کی دعوت دینا انگریز سپاہی کی تباہی و بربادی کا سبب بن سکتا ہے چنانچہ اس نے بلوچوں کی مجموعی طاقت سے ٹکرانے کی بجائے ان میں خوف و ہراس بد نظمی اور انتشار پھیلانے کی تجویز سوچ لیں۔ ڈائر نے مشاق اور ہوشیار جاسوسوں کے پروپیگنڈے سے بلوچوں کو انگریزوں کی پانچ ہزار مسلح فوج اور بہت بڑے توپ خانے اور جنرل ڈائر کی ”موٹر“ کی ہیبت ناک داستانیں سنا کر ڈراتا چاہا۔ یہاں کسی نے موٹر کار نہیں دیکھی تھی۔ اسلئے جاہل خانہ بدوش اور جنگلی بلوچ قبائل موٹر دیکھ کر بھاگ اٹھتے ان میں جو زیادہ سمجھدار تھے وہ موٹر کو خطرناک جنگی مشین خیال کرتے تھے اور اس کے مقابلے میں آنے سے گھبراتے تھے جنرل ڈائر نے اپنے دو انگریز افسروں اور عید و نامی بلوچ رہبر کیساتھ کو ہستان میں کار والوں کے راستے پر دوڑائی، راستے میں جہاں کہیں خانہ بدوش نظر آتے موٹر ٹھہرائی جاتی عید و ان کے پاس جاتا اور موٹر کی شکل و صورت، برق رفتاری نظر آتی اور ہولناکی کے ایسے ایسے من گھڑت قصے بیان کرتا کہ بلوچوں پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو جاتی۔ موٹر کے ریڈی ایٹر کیساتھ سوراخ دکھا کر عید و بلوچوں سے کہتا کہ ہر سوراخ بدوق کی نالی ہے اور ایک بٹن دباتے ہی ان میں سے ہزاروں سنسناتی ہوئی گولیاں نکل کر مینہ کی طرح دشمن پر برسے لگتی ہیں۔ عید و انہیں موٹر کی بتیاں دکھا کر کہتا کہ یہ اسکی دوربین کی آنکھیں ہیں دشمن کہیں بھی اور کتنی ہی ہوشیاری سے چمپا ہوا ہو یہ آنکھیں اسے ڈھونڈ نکالتی ہیں اور پھر اس پر گولیاں برسا کر اسے ختم کر دیتی ہیں، عید و نہایت ذہین اور طرار بلوچ تھا اسی قسم کی بیسیوں داستانیں گھڑ کر ان کے ہوش اڑاتا۔ عید و کا پروپیگنڈہ کو ہستانوں اور وادیوں میں آگ کی طرح (بقیہ صفحہ نمبر ۶۳ پر)